

حوالے کر دے، یعنی فنا ہو جا اور اپنے آپ کو مٹا دے۔ دیکھ، گھاس پھوس اور کوڑے کرکٹ کی کیا حیثیت ہے؟ لیکن جب یہی بے حقیقت چیزیں بھٹی میں پہنچتی ہیں تو شعلے کو بلند کرنے اور آگ بھڑکانے کا موجب ہوتی ہیں۔ گویا ان کے نصیبے کا چمکنا بھٹی میں پہنچ جانے پر موقوف ہے۔ تیرا نصیبہ بھی اسی صورت میں چمکے گا اور تو بھی اپنی حقیقت پر اُسی حالت میں پہنچے گا، جب اپنی ہستی فنا کر کے اصل و مبداء میں گم ہو جائے گا۔

بجنوری مرحوم لکھتے ہیں :

”مرزا غالب ان تابوت بردوش فلسفیوں میں نہیں، جو زندگی کو ماتم خانہ اور اہل دنیا کو اہل جنازہ خیال کرتے ہیں، وحدت الوجود کے فلسفے کا پہلا سبق یہی ہے کہ خدا اور ماسوا صرف عارضی طور پر جدا ہیں اور بعد الموت یہ جدائی ختم ہو جاتی ہے۔“

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

انسان خود کو اپنی غلط بینی کے باعث افراد سے علیحدہ اور ماحول سے جدا گانہ خیال کرنے لگتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میں دنیا میں اجنبی ہوں اور مخالف اشخاص و قوانین میں گھر ہوا ہوں، لیکن انسان اور عداوہ میں حقیقتہً کوئی رخنہ حائل نہیں، یہاں تک کہ موت بھی اس میں کوئی رخنہ پیدا نہیں کرتی۔ اُنشدوں میں لکھا ہے : ”موت اور بقا اس کا سایہ ہیں۔ موت اور حیات میں کوئی فرق نہیں، نہ تضاد ہے، بلکہ حیات میں موت ہے۔ حیات کی آمد زندگی اور رفت موت ہے۔ موت حیات عارضی کو دائمی کر دیتی ہے۔“

۶۔ شرح : ”کس“ استفہام کے لیے نہیں، تعجب کے لیے ہے،

اسد کس درجہ حیرت انگیز بسمل ہے کہ خود خاک و خون میں لوٹ رہا ہے، لیکن قاتل (محبوب) سے کہتا ہے کہ تُو ناز کی مشق کیے جا، انداز و ادا دکھائے جا۔ اگر لوگوں کا خون ہوتا ہے تو تجھ سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی، تیرے خلاف کوئی